تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انٹرنیٹ گزٹ

المنار

جلد نمبر: 5
جولائی: 2015
شمارہ: 07

زیر نگرانی: شعبہ اشاعت ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے

مجلس ادارت: عطاء القادر طاہر، سید حسن خان، آصف علی پرویز، رانا عبدالرزاق خان

مینیجر: سید نصیر احمد

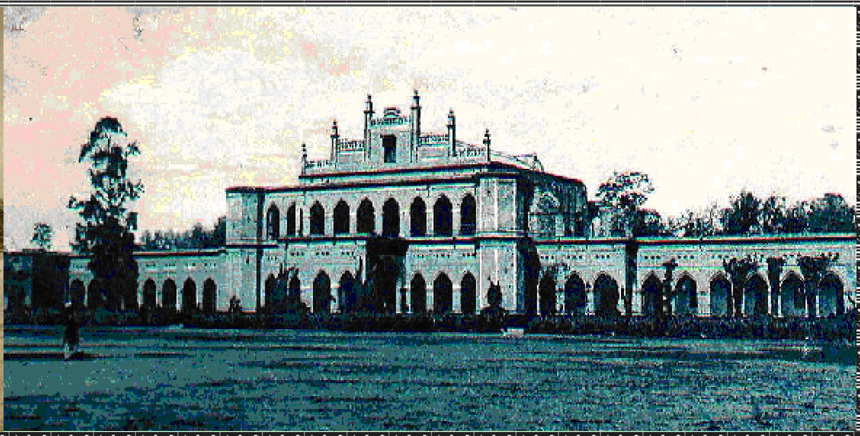

Taleem-Ul-Islam College
Old Students
Association - U.K

53, Melrose Road,
London, SW18 1LX.
Ph. : 020 8877 5510
Fax: 020 8877 9987
e-mail:
ticassociation@gmail.com

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔ آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔ (ادارہ)

www.alminaruk.com

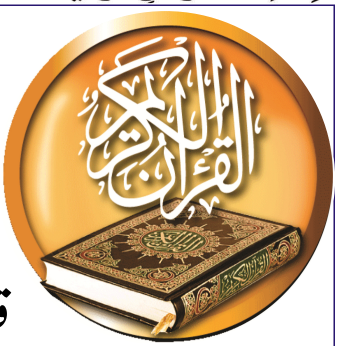

قال اللہ تعالیٰ

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کردینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔

(سورۃ البقرۃ :186)

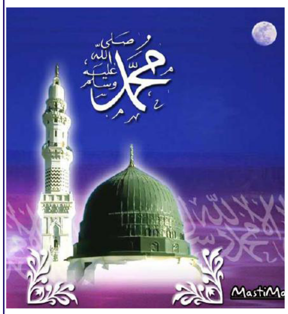

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اُس کو اُس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اُس کو اُس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔

(بخاری باب فضلِ لیلۃ القدر)

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر تسلّط پیدا کرلیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں اگر اپنے مولا کی رضا کے لئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسّر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔

(الحکم 24 جنوری 1904 صفحہ 12)

ارشاد سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اگر تم رمضان کے مہینہ میں لاپرواہی سے کام لو گے اور روزے کو کچھ اہمیت نہیں دو گے یا اگر روزے رکھ لو گے کہ گھر میں سب رکھ رہے ہیں شرم میں رکھ لو اور نمازوں میں سستی کر جاؤ قرآن کریم پڑھنے میں سستی کر جاؤ قرآن کریم بھی رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے تو یہ روزے تمہارے خدا کی خاطر نہیں ہوں گے اگر یہ سستی ہوتی رہی، یہ تو دنیا دکھاوے کے روزے ہیں۔

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 417)

ہرن کا بچہ

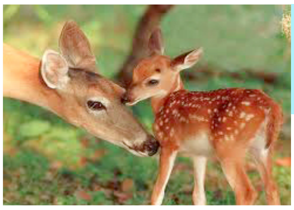

ایک دفعہ جنگل سے گزرتے ہوئے سیّدعزیزاللہ شاہ صاحب نے ایک ہرن کا دودھ پیتا بچہ دیکھا جو اپنی ماں سے بچھڑ گیا تھا اور بھوکا تھا۔آپ نے سامان میں سے دودھ نکال کر رومال بھگویا اور وہیں بیٹھ کر اسے اس طریق پر دودھ پلانے لگے۔مغرب کا وقت ہوگیا ،عملے میں سے کسی نے کہا کہ گھر کی مسافت بہت ہے ،جنگلی راستے سے گھوڑے بمشکل چلیں گے،اس بچے کو یا تو ساتھ لے چلیں یا چھوڑ دیں۔انہوں نے کہا ایسا ظلم میں نہیں کروں گا۔سیر ہوکر یہ دودھ پی لے تو اطمینان ہوا اور بہت ممکن ہے کہ اس کی ماں اسے تلاش کرتی ہوئی ادھر آنکلے۔میں اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ابھی پندرہ بیس منٹ نہ گزرے ہوں گے کہ ہرنی چوکڑی بھرتی ہوئی ادھر آئی اور دُور دُور سے اپنے بچے کے گرد چکر کاٹنے لگی۔سیدّ عزیز اللہ شاہ صاحب نے الحمدللہ پڑھا،اسے چھوڑ دیا اور روانہ ہوگئے۔

دیر سے گھر پہنچنے پر اہلیہ کے پوچھنے پر کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر کسقدر مہربان ہے کہ اس نے اس ننھے جانور کی بھوک کی تسکین کے لئے مجھے ذریعہ بنایا اور بچوں کو نصیحت کی کہ ایسے جانوروں پر کبھی ظلم نہیں کرنا چاہئے اور ان کو کھیل کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔یہ بے زبان مخلوق بھی فریاد کرتی ہے۔ان بے زبانوں سے دعائیں لیا کرو۔ان سے پیار کرو،انہیں دانہ پانی کھلاؤ۔(سیرت حضرت اُمِّ طاہر صفحہ 56)

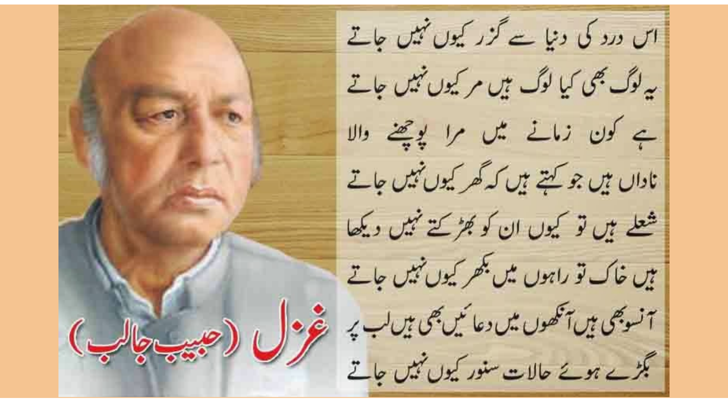

ڈاکٹر عبدالسلام اور فیض احمد فیض

ڈاکٹر سلام نے 1988ء میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور میں فیض میموریل لیکچر دیا۔ڈاکٹر سلام نے اس لیکچر کے شروع میں فرمایا کہ جب برطانیہ میں ان کے دوست احباب کو معلوم ہوا کہ وہ فیض لیکچر دینے لاہور جا رہے ہیں تو انہوں نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ سلام سائنس کا آدمی ہے جو کائنات کے راز آشکار کرنے کا متلاشی ہے جبکہ فیض شعروشاعری کی دنیا کا باسی اور حسن وعشق کی باتیں کرنے والا۔دونوں عالمی شخصیات دومختلف دنیاؤں کی رہنے والی ہیں تو ان میں قدر مشترک کیا ہے؟

سلام نے اپنے لیکچر میں فرمایا کہ میں اور فیض دونوں ہی غیر ملکوں میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں،حکومت پاکستان کے نزدیک ہم دونوں ناپسندیدہ افراد ہیں،فیض عشق اور محبت کی دنیا کے باسی اور میں ایٹم کی خشک اور بے رنگ دنیا کا باسی۔

سلام کی فیض سے گہری دوستی تھی چنانچہ ایک دفعہ دونوں کو خراب موسم کی وجہ سے یورپ کے کسی ائرپورٹ پر مجبوراً کئی گھنٹے رکنا پڑا۔سلام کی فرمائش پر فیض نے اپنے ہاتھ سے ان کی ڈائری میں اپنی مشہور نظم لکھی:

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن، کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے

جب ڈاکٹر سلام کے فیض لیکچر کا اعلان اخبارات میں شائع ہوا تو فیض کی بیٹی پروفیسر سلیمہ ہاشمی اور ان کے شوہر پروفیسر شعیب ہاشمی کے بقول لاہور میں یہ سائنس کا کھڑکی توڑ ہفتہ تھا۔لاہور کے سینما گھروں میں جب کوئی اردو یا پنجابی کی اچھی فلم لگتی تھی تو اس کو کھڑکی توڑ ہفتہ کہا جاتا تھا۔کیونکہ لوگ ایک دوسرے پر چڑھ کر اور مارکٹائی کر کے ٹکٹ حاصل کرتے تھے۔لیکچر کے منتظمین نے بتایا کہ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کے اس ہال میں 800 لوگوں کی گنجائش ہے اور ہم نے دس ہزار سے زیادہ لوگوں کو انکار کیا ہے۔ (زکریا ورک کی کتاب ’’سلام عبدالسلام‘‘ سے ماخوذ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تیسرے پوتے کی ولادت باسعادت

کراں کو نیک قسمت دے ان کو دین ودولت

احباب جماعت کیلئے یہ خبر یقیناً بے خوشی اور مسرت کا باعث ہوگی کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان سے مورخہ 11 جون 2015ء بروز جمعرات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحب مدظلہا کو تیسرے پوتے اور محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب اور محترمہ سیدہ ھبۃ الروف صاحبہ کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے نومولود کا نام عماد معوذ احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ڈاکٹر سید تا شیر مجتبیٰ صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب اور مکرمہ سیدہ امتہ الروف صاحبہ بنت مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب ومحترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم بیگم صاحبہ کا نواسہ ہے۔ عزیزم عماد معوذ احمد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا ''اِک سے ہزار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں'' کا مصداق ہے۔

ادارہ المنار اپنی طرف سے اور جملہ قارئین المنار کی جانب سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا، محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب اور آپ کی اہلیہ مکرمہ ھبۃ الروف صاحبہ، مکرمہ صاحبزادی امتہ الوارث فرح صاحبہ، مکرم فاتح احمد خان ڈاہری صاحب اور اسی طرح مکرم ڈاکٹر سید تا شیر مجتبیٰ صاحب اور آپ کے اہل خانہ اور جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ عماد معوذ احمد کو صحت وسلامتی والی، دین و دنیا کی لازوال سعادتوں سے مالامال اور اپنے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ نے اپنی اولاد کیلئے کی ہیں۔ آمین۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک سابق طالب علم محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کے لئے ''سر'' کا اعزاز

قارئین المنار کے لئے یہ بات صد شکر اور خوشی کا موجب ہوگی کہ ہمارے ایک سابق طالب علم تعلیم الاسلام کالج محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو ملکہ معظّمہ برطانیہ کی طرف سے KBE کے اعزاز اور دوسرے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ مورخہ 13 جون 2015 کو ملکہ معظّمہ برطانیہ کی سالگرہ کے موقع پر جن اعزازات کا اعلان ہوا ہے ان میں محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کو KBE کا ایوارڈ دیا گیا ہے۔ جس کا پورا نام Knight Commander of the Excellent Order of the British Empire ہے۔ آرڈر آف دی برٹش ایمپائرز کے ایوارڈز میں سے KBE کا ایوارد اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے۔ اس آرڈر کے تحت دیگر اعزازات MBE,CBE,OBE ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کو قبل ازیں OBE کا ایوارڈ مل چکا ہے۔ KBE ایوارڈ کا مطلب ہے کہ آپ کو سر کا خطاب دیا گیا ہے۔ آپ کو **سر افتخار احمد ایاز** لکھا اور پکارا جائے گا۔ سر افتخار احمد ایاز صاحب کو اب تک ۳۵ سے زائد ایوارڈز مل چکے ہیں جن میں الفریڈ نوبیل میڈل، پیس پرائز، ایمبیسیڈر آف پیس، ایمبیسیڈر آف نا نج آکسفورڈ یونیورسٹی اور انٹرنیشنل ہیومن رائٹس سروسز ایوارڈ بھی شامل ہے آپ اس وقت انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ علاوہ ازیں آپ ڈائریکٹر میڈیا فورم، ڈائریکٹر طاہر فاؤنڈیشن، ممبر MTA بورڈ آف ڈائریکٹرز اور دیگر مختلف خدمات کی توفیق پا رہے ہیں آپ کو احمدی اسائلم سیکرز اور ریفیوجیز کی خدمات کا خاص موقع مل رہا ہے۔

نیز آپ کو دنیا کے مختلف ممالک میں پیس سمپوزیم کی تقاریب میں جماعت کی نمائندگی کرنے کا موقع بھی ملتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ایوارڈ محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب اور ساری جماعت کے لئے قارئین المنار کے لئے بہت مبارک کرے۔ مجلس عاملہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن آپ کو اس اعزاز پر مبارک باد پیش کرتی ہے نیز آپ کی صحت مند فعال زندگی کے لئے دعا گو ہے۔ آمین۔

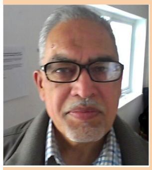

تعلیم الاسلام کالج اور میری یادیں

(سید حسن خان۔لندن)

انسان کے بچپن کی کچھ پرانی یادیں بیشک ایسی بھی ہوا کرتی ہیں جن کو انسان اپنی آئندہ زندگی میں یاد کرنے اوران یادوں کی جگالی کرتے رہنے میں ایک ایسی عجیب خوشی اورلذّت محسوس کرتا ہے جس کو بیان میں نہیں لا یا جاسکتا۔اورجب کبھی اپنا کوئی یار بیلی اس بچپن کی بات کا ذکر چھیڑتا ہے تو فوراً ہی اس کا دل بجلی کے کرنٹ کی طرح ایک عجیب سی خوشی محسوس کرتا ہے۔اورپھر اسی یاد میں گم ہوجاتا ہے اورپھر مزید سننے کی خواہش کرتا ہے۔

خاکسار ربوہ میں ہی پلا بڑھا اور یہاں کے سکول اورکالج میں ہی مَیں نے تعلیم حاصل کی اورربوہ میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی وہ زمانہ جبکہ ربوہ خود ایک ابتدائی مراحل میں تھا۔جہاں پر زندگی کی وہ آسائشیں نہیں تھیں جو آجکل ربوہ میں حاصل ہیں۔جس وقت سکول میں بچوں کے لئے کرسیاں اورڈیسک تو دور کی بات بیٹھنے کے لئے ٹاٹ تک مہیا نہیں تھے۔بہرحال جو بھی اورجیسا بھی تھا اس پر ہم بے حد خوش اور مطمئن تھے۔اس وقت کے ہمارے استاد اورپیارے دوستوں کی مہربانیاں اورشفقتیں ابھی بھی ہمیں یاد ہیں۔خدا تعالیٰ میرے تمام استادوں کو جو انہوں نے مجھے سکول میں پڑھایا یا کالج میں ان سب کا تہہ دل سے ممنون اورشکر گزار ہوں اوران کی سلامتی اورلمبی عمر کی دعا کرتا ہوں۔

خاکسار نے 1965ء میں تعلیم الاسلام کالج میں جب داخلہ لیا تو اس وقت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کالج کے پرنسپل تھے۔جب خاکسار نے کالج میں داخلہ لینے کی درخواست دی تو اس وقت داخلہ لینے کی تاریخ بیشک جاچکی تھی پھر بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت مجھے کالج میں داخلہ دیدیا۔

میرے کالج کے زمانہ میں پرنسپل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد

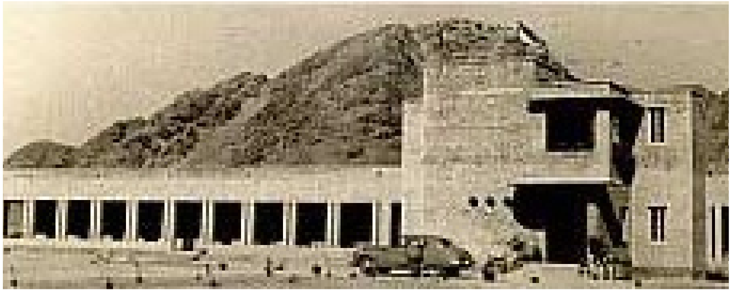

صاحب ایم اے آکسن، نائب پرنسپل محترم صوفی بشارت الرحمن صاحب مرحوم۔جہاں تک اس وقت کے پروفیسر صاحبان کا تعلق ہے۔ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب مرحوم، چوہدری محمد علی صاحب ایم اے،محمد دین صاحب ایم اے، ناصر احمد خان صاحب پرویز پروازی ایم اے،عبدالرشید غنی صاحب ایم اے مرحوم،چوہدری حمید اللہ صاحب ایم اے، پروفیسر چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے ایڈوکیٹ،قریشی عبدالجلیل صادق صاحب ایم اے،محمد احمد انور صاحب ایم اے،صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایم اے اورمحترمی محبوب خالد صاحب ایم اے تھے۔

جہاں تک میرے پروفیسر صاحبان کے پڑھانے کا تعلق ہے۔ڈاکٹر نصیر احمد صاحب ایم اے ہمارے سائنس کے اور پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب ایم اے اورعبدالرشید غنی صاحب ایم اے حساب پڑھاتے تھے، جبکہ مجھے ان سے پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا کیونکہ میرے مضامین سائنس کے نہیں تھے بلکہ آرٹس میرا مضمون تھا۔میرا زیادہ تر تعلق صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، جو ہمیں انگلش پڑھاتے تھے، پروفیسر محمد دین صاحب ایم اے دینیات پڑھاتے تھے۔پروفیسر ناصر احمد خان پرویز پروازی اردو کے استاد تھے۔قریشی عبدالجلیل صادق صاحب بھی انگلش پڑھاتے تھے۔

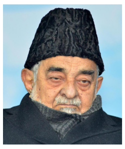

(جاری)

دوستو اب بھی کرو توبہ اگر کچھ عقل ہے
ورنہ خود سمجھائے گا وہ یار سمجھانے کے دن
(کلام محمود)

ضروری اعلانات

کیا آپ تعلیم الاسلام کالج میں زیرتعلیم رہ چکے ہیں؟

کیا آپکا نام ہماری تجنید میں شامل ہے؟

کیا آپکو ہمارے پروگراموں کی اطلاع مل رہی ہے؟

رانا عبدالرزاق خان

سیکریٹری تجنید

فون نمبر: 07886304 637

❀❀

کیا آپکو ہمارا ماہنامہ ای گزٹ المنار بذریعہ ای میل مل رہا ہے۔ اگر نہیں تو ابھی خاکسار کو فون کریں یا اپنا ای میل ایڈریس TEXT کریں:

سید نصیر احمد شاہ

فون نمبر: 07762366929

❀❀

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا نیا پروجیکٹ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہماری ایسوسی ایشن کو افریقن ملک ساؤ ٹومے میں ایک پرائمری سکول بنانے کے منصوبے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور اس سکول کا نام تعلیم الاسلام پرائمری سکول تجویز فرمایا ہے۔ اس منصوبے کی کل لاگت اندازاً بیس ہزار پاؤنڈ ہے۔ ایسوسی ایشن کے تمام ممبران سے درخواست ہے کہ نیکی کے اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور آج ہی اپنا وعدہ لکھوائیں یا چیک درج ذیل نام پر بھجوائیں:

TI College Old Students Association

مبارک صدیقی

فون نمبر: 07951406634

صدر تعلیم الاسلام اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے

❀❀

❀ المنار آپکا اپنا رسالہ ہے ازراہ کرم ہمیں اپنی تجاویز اور تحریرات بھجواتے رہیں۔ اگر آپ کے پاس کالج کے زمانے کی کوئی نادر تصویر موجود ہے تو وہ بھی اشاعت کے لئے بھجوائیے۔

اسسٹنٹ سیکریٹری اشاعت

خط و کتابت کے لئے ہمارا پتہ نوٹ فرمالیں۔

Talimul Islam College Old Students Association
Baitul Futuh Mosque, 181 London Road,
Morden Surrey, SM4 5PT
United Kingdom.

بہادر شاہ ظفر

لگتا نہیں ہے دِل میرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

کہہ دو ان حسرتوں سے کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغدار میں

عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دِن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

کانٹوں کو مت نکال چمن سے او باغباں
یہ بھی گلوں کے ساتھ پلے ہیں بہار میں

بُلبل سے کوئی شکوہ نہ صیاد سے گلہ
قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

کتنا ہے بد نصیب ظفرؔ دفن کیلئے
دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں

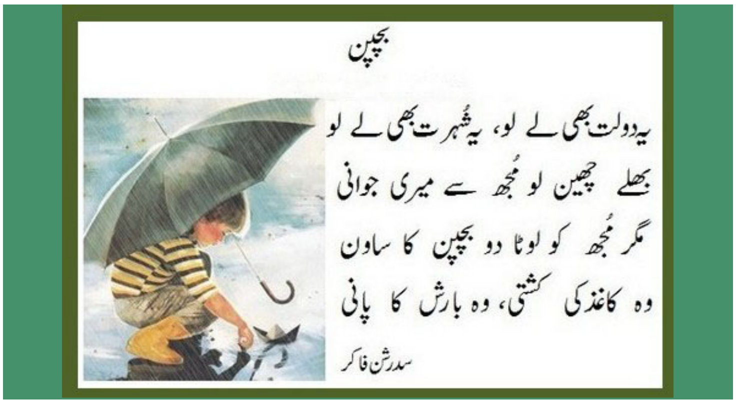

اُستاد مرحوم....(ابنِ انشاء)

طبیعت میں ایجاد کا مادہ تھا۔لکیر کے فقیر نہ تھے۔اب اسی لفظ 'فیضان' کو لیجئے۔اسے وہ 'ظ' سے لکھتے تھے۔ایک بار طوطا رام سیاد نے اس پر اعتراض بھی کیا۔یہ صاحب ہوشیار پور کے رہنے والے تھے اور معمولی تعلیم یافتہ تھے۔استاد مرحوم نے چمک کر جواب دیا: یہ ہماری زبان ہے پیارے۔ہم جیسا لکھیں گے وہی سند ہوگا۔ماسٹر جی اپنا منہ لے کر رہ گئے۔بعد میں راقم کو استاد مرحوم نے ایک مستند قلمی نسخہ میں 'فیضان' ظ سے لکھا ہوا دکھایا۔اس نسخہ کا نام یاد نہیں۔لیکن کم از کم پچیس سال پرانا ہوگا اور خود استاد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ان شہادتوں کے باوجود وسیع القلب اتنے تھے کہ آخری عمر میں فرمایا کرتے 'ض' سے لکھنا بھی غلط نہیں۔اسی طرح بہت سے اور الفاظ تھے جن کا تلفظ اور املاء وہ رواج عام سے ہٹ کر کرتے تھے۔کوئی انگشت نمائی کرتا تو جواب دیتے کہ ہمارے گڑگاؤں میں یونہی لکھتے اور بولتے ہیں۔معترض چُپ ہوجاتا۔

استاد مرحوم کے اوصاف حمیدہ کا حال لکھنے کیلئے ایک دفتر چاہئے۔اس مضمون میں اس کی گنجائش نہیں۔مختصر یہ کہ دریا دل آدمی تھے۔کوئی شخص کوئی چیز پیش کرتا تو کبھی انکار نہ کرتے۔دوسری طرف اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو نہ صرف یہ کہ خود کچھ نہ دیتے۔دوسروں کو بھی منع کر دیتے کہ یہ بھی تمہاری طرح انسان ہے۔اس کی خودداری مجروح ہوگی۔اس شخص کو پند ونصائح سے مطمئن کرکے بھیج دیتے۔

استاد مرحوم کی طبیعت خوشامد سے نفور تھی۔راقم کو معلوم نہیں کہ محکمہ تعلیم کے افسروں اور ڈپٹی کمشنر کے علاوہ، کہ حاکم ضلع ہونے کے لحاظ سے اولوالامر کی تعریف میں آتے ہیں، انہوں نے کبھی کسی کا قصیدہ کہا ہو۔البتہ کسی افسر یا سیٹھ کے ہاں شادی ہو تو سہرا کہہ کر لے جاتے اور ترنم سے پڑھ کر سناتے۔

("خمارِ گندم" سے ماخوذ)

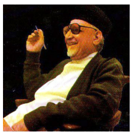

چوہدری محمد علی مضطر

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر، ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات
کھلتے کھلتے کھلے گا باب قبول
عرض کر بار بار آدھی رات

بریانی اور دال

ایک کنجوس کے گھر مہمان آرہے تھے اس نے نوکر سے کہا:
"تم کھانے کے وقت کچن میں برتن گرادینا۔میں پوچھوں گا: 'کیا گرا ہے؟' تو تم جواب دینا: 'بریانی گر گئی ہے'۔
پھر میں کہوں گا 'گھر کی بات ہے۔چلو دال ہی لے آؤ'۔
مہمان آگئے اور پروگرام کے مطابق کچن میں برتن گرنے کی آواز آئی۔
کنجوس: "ارے بھئی کیا گرادیا؟"
نوکر کی گھبرائی ہوئی آواز: "صاحب جی! دال ہی گر گئی ہے۔"

ایک دفعہ علی گڑھ میں مشاعرہ ہو رہا تھا۔اہل ذوق دور دور سے مشاعرے میں شرکت کیلئے آئے ہوئے تھے۔علامہ اقبال بھی وہاں موجود تھے۔مشاعرے کے اختتام پر علی گڑھ کے چند مقامی شعراء نے علامہ کو پریشان کرنے کی ٹھانی۔انہوں نے ایک مصرعہ منتخب کرکے علامہ کو اس پر گرہ لگانے کیلئے کہا۔

مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں، ہرن پانی میں

علامہ اقبال ایسے بکھیڑوں سے پرہیز کرتے تھے۔تاہم لوگوں کے بیحد اصرار پر یہ مصرعہ لگا کر شعر مکمل کردیا:

اشک سے دشت بھریں، آہ سے سوکھیں دریا
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں، ہرن پانی میں

ذروں کی کہانی - آصف کی زبانی

نوبل انعام جو مل نہ سکا

(آصف علی پرویز)

دوست: پچھلی ملاقات میں آپ بتا رہے تھے کہ پروفیسر عبد السلام صاحب نے اپنا مقالہ دو مشہور سائنس دانوں کو بھجوایا تھا لیکن ان کا ردعمل منفی تھا۔ تو کیا اس کے باوجود آپ نے اپنا مقالہ شائع کروایا؟ شاید آپ کو اب خیال آیا ہو کہ ممکن ہے آپ کی تحقیق میں کچھ تشنگی ہو۔

آصف: انہیں اپنی تحقیق پر پورا اعتبار تھا لیکن دو مایہ ناز سائنسدانوں کے منفی ردعمل کی وجہ سے آپ نے ایڈیٹر 'فزیکل ریویو' سے رابطہ قائم کر کے مقالہ نہ شائع کرنے کی درخواست کی۔ ایڈیٹر صاحب نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کہا کہ آپ کا مقالہ طباعت کے تمام ابتدائی مراحل طے کر چکا ہے اس کو شائع ہونے دیں مگر بالآخر پروفیسر عبد السلام صاحب کے اصرار پر انہوں نے مقالہ شائع نہ کیا۔ اگرچہ باقاعدہ طور پر مقالہ شائع تو نہ ہوا مگر سائنسی حلقوں میں آپ کا نظریہ سامنے آ گیا۔

دوست: پھر کیا ہوا؟

آصف: انہی دنوں امریکہ میں دو چینی نژاد امریکی سائنسدان جن کا نام سنگ پاؤلی Tsun Yao Lee اور چین ننگ یانگ Chen Ning Yang تھا، اسی موضوع پر تحقیق کر رہے تھے۔

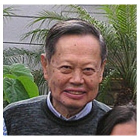

انہوں نے بھی اس موضوع پر مقالہ لکھا اور اس میں اس بات کا اعتراف کیا کہ ہم نے یہ مقالہ لکھنے سے پہلے پروفیسر عبد السلام صاحب کے مقالہ کا مسودہ پڑھا ہے اور اس کی تحقیق اور ہماری تحقیق ایک ہی ہے۔

دوست: یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ دو سائنسدانوں نے آپ کے نظریہ کی تصدیق کر دی۔

آصف: چینی نژاد امریکی سائنسدانوں پروفیسر لی اور پروفیسر یانگ نے اپنا مقالہ ایک سائنسی رسالے میں چھپوا دیا۔ اسی دوران چند امریکی سائنسدانوں نے کئی سائنسی تجربات کئے جن سے ثابت ہو گیا کہ کمزور طاقت Week Force واقعی Symetry میں بگاڑ یعنی Parity Violation کرتی ہے۔

دوست: اب تو پروفیسر عبد السلام صاحب کی بات میں پروفیسر پیریل اور پروفیسر پاؤلی کو کوئی شک نہیں رہا ہو گا!

آصف: اس سال اس مقالے کی بنیاد پر پروفیسر لی اور پروفیسر یانگ کو نوبل انعام سے نوازا گیا؟

دوست: مگر یہ نظریہ تو سب سے پہلے پروفیسر سلام صاحب نے پیش کیا تھا۔

آصف: یقیناً۔ غالباً نوبل انعام کا فیصلہ کرنے والی کمیٹی کے علم میں یہ بات نہیں تھی۔ اگر پروفیسر سلام صاحب کا مقالہ رسالے میں چھپ جاتا تو آپ کو ان دونوں امریکن سائنسدانوں کے ہمراہ نوبل انعام مل جاتا۔ اب اسے نصیب کہیئے یا ایک پاکستانی ہونے کے ناطے آپ اس اعزاز سے محروم ہو گئے! وگرنہ نوبل انعام کی تاریخ میں آپ سب سے کم عمر نوجوان سائنس دان ہوتے جنہیں یہ اعزاز ملتا۔

دوست: کیا پروفیسر پاؤلی نے اپنے غلط مشورہ پر آپ سے معذرت کی۔

آصف: 24 جنوری 1957ء کو پروفیسر پاؤلی کی طرف سے معذرت کا خط ملا کہ ان کے غلط مشورہ سے آپ نوبل انعام لیتے لیتے رہ گئے۔ اور بہت زیادہ افسوس کا اظہار کیا۔ اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

دوست: مریکن اخباروں نے تو یقینا چینی نژاد امریکی سائنس دانوں کی بڑی تعریف کی ہو گی۔

آصف: کیوں نہیں! یہ ان کا حق تھا۔ امریکی اخبارات اور رسالہ ٹائمز نے پروفیسر یانگ اور لی کی بہت تعریف کی اور ان کا مقالہ بھی شائع کیا۔ اسی روز لندن سے شائع ہونے والے اخبار ''لندن ٹائمز'' نے اپنی اشاعت میں یہ سوال اٹھایا کہ ''کیا سلام بھی اس انعام کا حقدار نہیں۔''

دوست: ڈاکٹر عبد السلام صاحب قدرتاً نوبل انعام نہ ملنے کی وجہ سے رنجیدہ ہوئے ہوں گے۔

(جاری)